احمدی احباب کی تعلیم و تربیت کے لئے

بدھ 30۔اپریل 2014ء

روزنامہ
(1913ء سے جاری شدہ)
FR-10

الفضل

The ALFAZL Daily
ٹیلی فون نمبر 047-6213029
ایڈیٹر : عبدالسمیع خان
web: http://www.alfazl.org
email: editor@alfazl.org

بدھ 30۔اپریل 2014ء 29 جمادی الثانی 1435 ہجری 30 شہادت 1393 ہش جلد 64-99 نمبر 98

رسول اللہ ﷺ کی عطا

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

اور رسول جو تمہیں عطا کرے تو اسے لے لو اور جس سے تمہیں روکے اس سے رک جاؤ اور اللہ کا تقویٰ اختیار کرو۔ یقیناً اللہ سزا دینے میں بہت سخت ہے۔ (سورۃ الحشر: 8)

اخلاق عالیہ رفقاء حضرت بانی سلسلہ احمدیہ

حضرت مولانا سید محمد سرور شاہ صاحب کے والدین اور دیگر رشتہ دار افیم وغیرہ کے عادی تھے انہیں دیکھ کر مولوی صاحب کو بھی عادت ہوگئی تھی جب قادیان میں آئے تو حضرت مسیح موعود نے فرمایا:

ہمارے دوستوں کو نشہ آور اشیاء سے پرہیز کرنا چاہئے۔

تو آپ نے یک دم اس عادت کو ترک کر دیا۔ پہلے تین دن تو ایسی حالت رہی کہ آپ میں اور مردہ میں کوئی فرق نہ تھا۔ اس کے بعد چالیس دن تک سخت تکلیف اٹھائی اور بہت بیمار ہو گئے۔ ابھی نقاہت باقی تھی کہ (بیت) مبارک میں نماز کے لئے تشریف لائے۔ حضور نے فرمایا آپ آہستہ آہستہ چھوڑتے یکدم ایسا کیوں کیا۔

عرض کیا حضور جب ارادہ کر لیا تو یکدم ہی چھوڑ دی۔ (رفقاء احمد جلد 5 حصہ سوم ص 354)

حضرت میاں فیاض علی صاحب کپورتھلوی بیان فرماتے ہیں کہ اوائل میں میں حقہ بہت پیا کرتا تھا یہاں تک کہ پاخانہ میں بھی حقہ ساتھ لے جایا کرتا تھا۔ تب جا کر پاخانہ ہوتا تھا۔ ایک مرتبہ حضرت اقدس جالندھر تشریف لائے۔ جماعت کپورتھلہ اور یہ خاکسار بھی حاضر خدمت ہوئے۔ وعظ کے دوران میں حقہ کی برائی آ گئی۔ جس کی حضور نے بہت ہی مذمت کی۔ وعظ کے ختم ہونے کے بعد خاکسار نے عرض کی کہ حضور میں تو زیادہ حقہ پینے کا عادی ہوں۔ مجھ سے وہ نہیں چھوٹ سکے گا۔ ہاں اگر حضور دعا فرمائیں تو امید ہے کہ چھوٹ جائے۔ حضور نے فرمایا آؤ ابھی دعا کریں سو آپ نے دعا کی اور اثناء دعا میں حاضرین آمین آمین کہتے رہے۔ حضور نے دیر تک خاکسار کے لئے دعا کی۔ رات کو میں نے خواب میں دیکھا کہ حقہ میرے سامنے لایا گیا ہے۔ میں نے چاہا کہ ذرا حقہ پیوں۔ جب میں حقہ کو منہ سے لگانے لگا تو حقہ کی نلی ایک سیاہ پھنیر سانپ بن گئی اور یہ سانپ میرے سامنے اپنے پھن کو لہرانے لگا۔ میرے دل میں اس کی سخت دہشت طاری ہوگئی۔ مگر اسی حالت رویا میں میں نے اس کو مار ڈالا۔ اس کے بعد میرے دل میں حقہ کی انتہائی نفرت پیدا ہوگئی اور میں نے حضرت مسیح موعود کی دعا کی برکت سے حقہ چھوڑ دیا۔ (سیرۃ المھدی جلد 3 ص 157)

حضرت مولوی حسن علی صاحب تو مسیح موعود کی بیعت کی ایک برکت یہ بیان فرماتے ہیں کہ نشوں سے نجات مل گئی۔

''پوچھو کہ مرزا صاحب سے مل کر کیا نفع ہوا۔ اجی! بے نفع ہوئے کیا میں دیوانہ ہو گیا تھا کہ ناحق بدنامی کا ٹوکرا سر پر اٹھا لیتا اور مالی حالت کو سخت پریشانی میں ڈال دیتا۔ کیا کہوں، کیا ہوا، مردہ تھا زندہ ہو چلا ہوں۔ گناہوں کا اعلانیہ ذکر کرنا اچھا نہیں، ایک چھوٹی سی بات سناتا ہوں۔ اس نالائق کو تیس برس سے ایک قابل نفرت یہ بات بھی تھی کہ حقہ پیا کرتا تھا۔ بارہا دوستوں نے سمجھایا خود بھی کئی بار قصد کیا لیکن روحانی قویٰ کمزور ہونے کی وجہ سے اس پرانی زبردست عادت پر قادر نہ ہوسکا۔ حضرت مرزا صاحب کی باطنی توجہ کا یہ اثر ہوا کہ آج قریب ایک برس کا عرصہ ہوتا ہے کہ پھر اس کمبخت کو منہ نہیں لگایا''۔

(رفقاء احمد جلد 14 ص 56)

خالص ہو کر خدا کی تلاش کریں

حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں:۔

دنیا میں ہر چیز کی ترقی تدریجی ہے۔ روحانی ترقی بھی اسی طرح ہوتی ہے اور بدُوں مجاہدہ کے کچھ بھی نہیں ہوتا اور مجاہدہ بھی وہ ہو جو خدا تعالیٰ میں ہو۔'' یعنی خالص ہو کر اُس کی تلاش ہو، اُس کی تعلیم پر عمل ہو۔ (ملفوظات جلد اول صفحہ 339)

(مرسلہ: نظارت اصلاح وارشاد مرکزیہ بسلسلہ تعمیل فیصلہ جات شوریٰ 2014ء)

روزہ رکھنے کی تحریک

ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 7۔اکتوبر 2011ء کے خطبہ جمعہ میں دعاؤں اور عبادات کی طرف توجہ دلائی اور ہفتہ میں ایک دن روزہ رکھنے کی تلقین فرمائی ہے۔ آپ نے فرمایا:۔

پاکستان میں رہنے والے احمدیوں کو میں خاص طور پر توجہ دلانی چاہتا ہوں کہ دعاؤں کو صرف عام دعائیں ہی نہیں بلکہ خاص دعاؤں کی طرف اب پہلے سے بڑھ کر توجہ دیں۔ بلکہ ان دعاؤں کے ساتھ ساتھ ہفتہ میں ایک نفلی روزہ بھی رکھنا شروع کر دیں۔

مورخہ 14/اکتوبر 2011ء کو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے روزہ کے بارہ میں مزید وضاحت فرمائی:۔

مناسب ہوگا کہ جماعتی طور پر ایک ہی دن روزہ رکھا جائے۔ ہر مقامی جماعت اپنے طور پر بھی فیصلہ کر سکتی ہے لیکن بہتر یہی ہے کہ مقامی جماعت میں بھی ایک فیصلہ ہو۔ پیر یا جمعرات کے دن رکھ لیا جائے۔ یہی پاکستان کے احمدیوں کو میں نے کہا تھا۔ بہرحال جو میں نے تحریک کی تھی اس کی طرف بھرپور توجہ دینے کی ضرورت ہے جماعت کو۔

حضور انور ایدہ اللہ کے ارشاد کی تعمیل میں احباب جماعت سے درخواست ہے کہ ہر جمعرات کو تمام احباب جماعت روزہ رکھیں۔ اگر کسی وجہ سے روزہ نہ رکھ سکیں تو پیر والے دن روزہ رکھ لیں۔ اللہ کرے کہ ہم سب اپنے پیارے امام کی تحریک پر لبیک کہنے والے ہوں۔ آمین

(ناظر اصلاح وارشاد مرکزیہ)

ادار یہ

ہم تو ہر دم چڑھ رہے ہیں اک بلندی کی طرف

احمدیت آج سے 50 سال قبل۔1964ء میں

گزشتہ سال کے آخر پر ایک اداریہ میں ذکر کیا گیا تھا کہ احمدیت آج سے 50 سال قبل 1963ء میں کس مقام پر کھڑی تھی اور آج خدا کے فضل سے کن بلند مقامات کو طے کر رہی ہے۔

آج کی نشست میں پھر یہی مضمون دہرانا مقصود ہے اس تبدیلی کے ساتھ کہ اب 2014ء کا سال چل رہا ہے۔ آج سے 50 سال قبل 1964ء میں جماعتی ترقیات کا احوال ملاحظہ کریں اور حمد و شکر کے نغمے بلند کریں۔

1964ء کی یہ خصوصیت ہمیشہ یادگار رہے گی کہ اس سال خلافت ثانیہ کے فتح وظفر سے معمور پچاس سال پایۂ تکمیل کو پہنچے۔ جو خدائی نصرتوں اور برکتوں کے بے شمار واقعات سے لبریز تھے۔ 1914ء میں وہ وجود سریر آرائے خلافت ہوا۔ جس کا آنا خدا کا آنا تھا۔ جس کے سر پر خدا کا سایہ تھا اور وہ جلال الٰہی کے ظہور کا موجب تھا۔ وہ قدم قدم مشکلات اور مصائب کی آندھیوں سے راستہ بناتا ہوا آگے بڑھتا رہا۔ یہاں تک کہ احمدیت کو مضبوط چٹانوں پر قائم کر دیا۔

مشن اور مربیان:

حضرت مصلح موعود جب مسند خلافت پر متمکن ہوئے تو بیرونی دنیا میں جماعت احمدیہ کا کوئی باقاعدہ مشن قائم نہیں تھا۔ (اگرچہ حضرت چوہدری فتح محمد سیال بطور مربی خلافت اولیٰ میں انگلستان جا چکے تھے) لیکن حضور نے پچاس سال کے اندر اندر دنیا کے تمام اہم ممالک میں (احمدیہ) مشنوں کا حیرت انگیز جال بچھا دیا۔ چنانچہ 1964ء میں حضور کے 146 جاں نثار غلام 28 ممالک میں مصروف عمل تھے۔ ان میں سے 59 مرکزی اور 87 مقامی تھے۔

تعمیر بیوت الذکر:

حضرت مصلح موعود کی توجہ سے 1964ء تک بیرونی ممالک میں 343 بیوت تعمیر ہوئیں۔ جو بہت ہی جلد اشاعت توحید کے اہم مراکز بن گئیں۔ مثلاً

انگلستان (1) جرمنی (2) ہالینڈ (1) سوئٹزرلینڈ (1) امریکہ (3) انڈونیشیا (60) ملایا (2) برما (1) بورنیو (3) ماریشس (6) مشرقی افریقہ (20) سیرالیون (40) نائیجیریا (40) گھانا (161)۔

علاوہ ازیں ڈنمارک کے دارالسلطنت کوپن ہیگن میں خدا کے گھر کے لئے موزوں مقام پر ایک پلاٹ بھی اسی مبارک دور میں خریدا گیا۔ (جہاں خلافت ثالثہ میں بیت الذکر تعمیر ہوئی)

تعلیمی ادارہ جات:

خلافت ثانیہ کے دور میں افریقہ کے 11 ملکوں میں 59 سکول جاری کئے گئے۔

تراجم قرآن وحدیث:

انگریزی، ڈچ، جرمن اور سواحیلی زبانوں میں مکمل ترجمہ شائع ہوا۔ کئی زبانوں میں ترجمہ ہو گیا مگر شائع بعد میں ہوا۔ تفسیر القرآن انگریزی 3 جلدوں میں شائع ہوئی۔ دیباچہ تفسیر القرآن انگریزی شائع ہوا۔

حدیث کی کئی کتب کے انگریزی تراجم شائع ہوئے۔ اسی طرح سیرت رسولؐ و سیرت مسیح موعود کے عربی اور انگریزی ترجمے شائع ہوئے۔

کتب حضرت مسیح موعود:

حضور کی کئی کتب کے بھی انگریزی تراجم شائع ہوئے اور حضرت مصلح موعود کی کئی کتب کے ترجمے بھی منصۂ شہود پر آئے۔

ہم تو ہر دم چڑھ رہے ہیں اک بلندی کی طرف
وہ بلاتے ہیں کہ ہو جائیں نہاں ہم زیر غار

تبصرہ کتب

احمدیت کا نفوذ

صوبہ خیبر پختونخواہ میں

نام کتاب: احمدیت کا نفوذ
مرتب کردہ: مکرم محمد اجمل شاہد صاحب
پبلشر: مکرم شمس الدین اسلم صاحب
صفحات: 288

صوبہ خیبر پختونخواہ اور اس سے ملحقہ ملک افغانستان میں احمدیت کے نفوذ کے حالات اور واقعات پر بہت دلچسپ اور ایمان افروز ہیں۔ آج سے تقریباً سوا سو سال قبل اٹھارہویں صدی کے اواخر میں جب سیدنا حضرت مسیح موعود کا ظہور ہونے والا تھا عین اس زمانہ میں خداتعالیٰ نے بعض بزرگوں کو حضور کے ظاہر ہونے کی خود اطلاع دی اور اس طرح سعید الفطرت لوگوں کو آپ کے قبول کرنے کے لئے پہلے سے تیار کر دیا۔ بلاشبہ اس علاقہ میں احمدیت کے نفوذ کے لئے خداتعالیٰ نے خود غیب سے سامان پیدا فرما دیئے تھے۔

مکرم محمد اجمل شاہد صاحب مؤلف کتاب ہذا اور مکرم شمس الدین اسلم صاحب جو کہ اس کتاب کے پبلشر ہیں نے بڑی محنت اور عرق ریزی کے ساتھ صوبہ خیبر پختونخواہ میں احمدیت کے آغاز کے ضمن میں جملہ حقائق ہمارے سامنے پیش کئے ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ ان بزرگان کا ذکر خیر بڑی محبت اور عقیدت سے کیا ہے جنہوں نے ابتدائی دنوں میں بڑے مشکل اور نامساعد حالات میں بھی پورے عزم اور وفا کے ساتھ امام الزمان پر ایمان لاتے ہوئے ہر قسم کی قربانیاں پیش کیں اور اپنے ایمان و یقین پر قائم رہے۔

کتاب میں جماعت کے کئی بزرگوں کی مرکز سے صوبہ میں آمد کی تفصیلات بھی موجود ہیں کہ کس طرح مختلف مواقع پر علماء سلسلہ اور بزرگان کی آمد سے تمام جماعت مستفیض ہوتی رہی اور تعلیم و تربیت کے مواقع پیدا ہوتے رہے۔

اسی طرح صوبہ میں ذیلی تنظیموں کے قیام، ان کے کردار اور ان کی باہمی تقابلی جذبہ کے تحت مسابقت کی روح کے ساتھ ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی لگن اور جستجو کا عکس بھی ملتا ہے۔

مؤلف نے بڑی کاوش کے ساتھ صوبہ خیبر پختونخواہ کی جماعت احمدیہ کی پوری تاریخ مختصر مگر جامع انداز میں اکٹھی کر دی ہے۔ کتاب کو پڑھ کر یہ روح پرور احساس اجاگر ہوتا ہے کہ کس طرح ہر آن خداتعالیٰ کی مدد، تائید اور نصرت اس الٰہی جماعت کو حاصل رہی ہے اور کیسے بھی ناموافق اور نامساعد حالات ہوں جماعت ان میں سے اور صیقل ہو کر نکلی ہے جیسا کہ الٰہی جماعتوں کی تاریخ سے واضح ہے۔ جماعت احمدیہ کا یہ سفر پُرخار وادیوں میں سے ہوا۔ اس کے لئے جماعت کو بے شمار قربانیاں دینا پڑیں۔ کئی ایک کو جام شہادت نوش کرنا پڑا۔ ہجرت بھی کرنی پڑی۔

کتاب میں 1953ء اور 1974ء کے پُرآشوب حالات کا ذکر بھی موجود ہے۔ کس طرح صوبہ میں جماعت پر مصائب کے پہاڑ توڑے گئے۔ مگر آفرین ہے کہ احباب کے پایۂ استقلال میں کوئی لغزش نہ آئی۔ آج خدا کی فضل و کرم سے صوبہ کے تقریباً تمام اہم مقامات پر جماعت احمدیہ کی شاخیں موجود ہیں اور روبہ ترقی ہیں۔

صوبہ کے بعض اہم بزرگوں کے حالات زندگی اور ایمان افروز واقعات بھی کتاب کی زینت ہیں جن کو پڑھ کر ایمان میں روحانی تراوت اور تقویت محسوس ہوتی ہے۔

کتاب کی ابتدا میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کا ارشاد درج ہے اور یقیناً کتاب مرتب کرتے وقت یہ ہر لحہ مصنفین کے پیش نظر تھا۔

حضور انور نے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ 30/اپریل 1993ء میں قرآن مجید کی روشنی میں اپنے آباؤ اجداد کے ذکر کو زندہ رکھنے کی اہمیت اور اس کے عظیم روحانی فوائد پر روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا!

’’قرآن مجید نے جو بہت سے ذرائع بیان فرمائے ہیں ان میں سے ایک ذریعہ ذکر ہے۔ وہ لوگ جو اپنے آباؤ اجداد کا ذکر زندہ رکھتے ہیں ان کے آباؤ اجداد کی عظیم خوبیاں نسلاً بعد نسلٍ قوموں میں زندہ رہتی ہیں‘‘۔

یہ کتاب صوبہ خیبر پختونخواہ میں احمدیت کی تاریخ کے متعلق ایک انسائیکلوپیڈیا کی حیثیت رکھتی ہے۔

مصنفین نے واقعی صوبہ میں احمدیت کی تاریخ کو یکجائی طور پر محفوظ کر کے ایک بہت بڑی خدمت کی ہے۔

احمدیت کی وہ خوشبو جو آج سوا سو سال قبل قادیان کی گمنام سی بستی سے پھیلنا شروع ہوئی آج خدا کے فضل سے اس کی مہک چہار عالم میں پھیل چکی ہے اور بیشمار سعید روحیں اس سے معطر ہو رہی ہیں اور وہ وقت دور نہیں جب یہ لازوال خوشبو اس روحانی طور پر زرخیز صوبہ کے قریہ قریہ میں پھیل جائے گی۔ مجموعی طور پر یہ بہت اہم اور کارآمد تصنیف ہے۔ اللہ تعالیٰ پڑھنے والوں کو اس کتاب سے صحیح معنوں میں مستفیض ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

(عبدالصمد قریشی)

پبلشر و پرنٹر: طاہر مہدی امتیاز احمد وڑائچ .... مطبع: ضیاء الاسلام پریس .... مقام اشاعت: دارالنصر غربی چناب نگر ربوہ .... قیمت 5 روپے

الہام شاتان تذبحان کی عملی صداقت اور مخالفین کا انجام

جماعت میں دو ایسے افراد قربان کئے جائیں گے جو بے قصور، بے ضرر اور حکومت کے فرمانبردار ہوں گے

مکرم فضل الٰہی انوری صاحب

امیر عبدالرحمٰن عتاب الٰہی کی زد میں

حضرت مسیح موعود نے 1896ء میں امیر کابل، امیر عبدالرحمٰن کو فارسی زبان میں ایک خط بھجوایا تھا جس میں حضور نے اپنے دعاوی کا ذکر فرماتے ہوئے اسے دعوت دی کہ ملک کے سربراہ کی حیثیت سے وہ دین کی حمایت میں آپ سے تعاون کا ہاتھ بڑھائے۔ اگر اس نے ایسا کیا تو اللہ تعالیٰ اسے ہر قسم کی مصیبت سے محفوظ رکھے گا اور اس کی عمر اور زندگی میں برکت بخشے گا۔ اس پر بجائے اس کے کہ وہ اس کا کوئی جواب دیتا، اس نے اپنی طاقت کے نشہ میں خط پڑھ کر کہا ''اینجابیا'' جس سے اس کا مطلب یہ تھا کہ یہاں آکر دیکھ کہ تیرا کیا حشر ہوتا ہے۔

ہوا یہ کہ سرزمین کابل کے ایک بزرگ شخص صاحبزادہ عبداللطیف جو ریاست میں کئی لاکھ کی جاگیر کے مالک ہونے کے علاوہ علمی اور دینی لحاظ سے بھی کابل کے بہت بڑے عالم مانے جاتے تھے انہیں کسی طریق سے پتہ چلا کہ ہندوستان میں کسی شخص نے امام مہدی ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ چونکہ وہ خود بھی ایک باخدا اور عالم انسان تھے اور آپ کا علمی پایہ بہت بلند تھا اور اس اعتبار سے آپ قرآن و حدیث پر اچھا عبور رکھتے تھے، وہ جان چکے تھے کہ مہدی کے ظہور کا وقت آچکا ہے۔ چنانچہ انہوں نے اپنے دو بہترین قریبی شاگردوں، مولوی عبدالرحمٰن اور مولوی عبدالجلیل کو قادیان بھیجا تا کہ وہ مہدی کے اس دعویدار کے بارہ میں معلومات لے آویں۔ یہ سلسلہ چلتا رہا یہاں تک کہ انہیں یقین ہوگیا کہ بانی سلسلہ احمدیت حضرت مسیح موعود کا دعویٰ سچا ہے۔ چنانچہ جب مولوی عبدالرحمٰن صاحب 1900ء میں آخری بار قادیان جانے لگے تو انہوں نے ان کے ہاتھ اپنی بیعت کا خط لکھنے کے علاوہ حضور کی خدمت میں تحائف کی صورت میں کچھ خلعتیں بھی بھجوائیں۔ اس دوران عبدالرحمٰن والی افغانستان کو پتہ چلا کہ ایک شخص قادیان سے ہوکر آیا ہے اور وہاں ایک مدعی نبوت کا مرید ہوگیا ہے تو اس نے مولوی عبدالرحمٰن صاحب کو بلوا بھیجا اور پھر اطلاع درست ثابت ہونے پر انہیں گرفتار کر کے قید خانہ میں ڈال دیا۔

حضرت مولوی عبدالرحمٰن صاحب کچھ عرصہ تک تو قید و بند میں رہے۔ پھر ایک دن اسی امیر کابل کے حکم سے ان کا گلا گھونٹ کر انہیں شہید کر دیا گیا۔ یہ سانحہ 1901ء کی ابتداء میں ہوا۔ اس سے قبل امیر عبدالرحمٰن حضرت بانی سلسلہ کے حق میں گستاخی کا کلمہ منہ سے نکالنے کے بموجب مورد غضب الٰہی تو بن ہی چکا تھا، اب آپ کے مرید کو یوں بہیمانہ طور پر قتل کرنے کی پاداش میں اس پر جو الٰہی وبال پڑا اس کی تفصیل اس کے ایک انگریز سوانح نگار مسٹر فرینک مارٹن نے اپنی کتاب بزبان انگریزی بعنوان (Under The Absolute Amir) میں یوں بیان کی ہے۔

اسی سال یعنی 10 ستمبر 1901ء کو اس پر فالج کا حملہ ہوا جس کے نتیجے میں اس کا دایاں پہلو بالکل بیکار ہو کر رہ گیا۔ یہ حملہ اتنا شدید تھا کہ ہندوستان اور افغانستان کے ماہر اطباء اور حاذق حکماء کی سرتوڑ کوششوں کے باوجود اسے کوئی افاقہ نہ ہوا۔ بلکہ اس کے برعکس اس کی حالت دن بدن بد سے بدتر ہوتی چلی گئی۔ نہ وہ اٹھ سکتا تھا نہ پہلو بدل سکتا تھا اور نہ بات کر سکتا تھا۔ گویا وہ جو ظاہری مردانہ حسن کا پیکر سمجھا جاتا تھا چند دنوں کے اندر اندر ایک مشت استخواں بن کر رہ گیا۔ اس پر مستزاد یہ کہ نہ صرف وہ چلنے پھرنے، اٹھنے، بیٹھنے سے معذور ہو گیا بلکہ اس کا دماغ بھی متاثر ہوا۔ اس کے ساتھ ہی ایک یہ بیماری بھی اسے لگ گئی کہ اس کے پاؤں سے ایک نہایت خطرناک بو اٹھنے لگی جو اتنی شدید تھی کہ کوئی بھی اس کے کمرے میں آ کر زیادہ دیر تک نہیں ٹھہر سکتا تھا۔ بالآخر قریباً ایک ماہ تک شدید کرب اور اذیت میں مبتلا رہنے کے بعد وہ راہی ملک عدم ہو گیا۔

حضرت صاحبزادہ عبداللطیف کی سنگساری

امیر عبدالرحمٰن کے مرنے کے بعد اس کا بیٹا امیر حبیب اللہ خان کابل کے تخت شاہی کا وارث بنا۔

حضرت مولوی عبدالرحمٰن صاحب کی شہادت سے حضرت مسیح موعود کے اس الہام کا ایک حصہ پورا ہو چکا تھا جس میں آپ کو دو بکریوں کے ذبح ہونے کی خبر دی گئی تھی۔ الہام کے الفاظ یہ تھے۔ شاتان تذبحان ...... علم تعبیر الرویا میں شاۃ سے مراد نہایت بے ضرر، مطیع اور فرمانبردار قسم کا انسان ہوتا ہے۔ اس عبارت سے الہام کے الفاظ گویا اس امر پر دلالت کر رہے تھے کہ آپ کی جماعت میں دو ایسے افراد راہ مولیٰ میں قربان کئے جائیں گے جو بالکل بے قصور، بے ضرر اور حکومت کے فرمانبردار ہوں گے۔

اب اس الہام کے دوسرے مصداق کی تقریب یوں پیدا ہوئی کہ امیر حبیب اللہ کے کابل کے تخت شاہی پر بیٹھنے کے دوسرے سال جب حج کا موسم آیا تو صاحبزادہ عبداللطیف صاحب حج پر جانے کے لئے تیار ہو گئے۔ مگر آپ جب امیر حبیب اللہ خان سے رخصت لینے کے بعد لاہور پہنچے (یہ آخر اکتوبر 1902ء کی بات ہے) تو یہ معلوم ہونے پر کہ ہندوستان میں طاعون کی وبا پھوٹ پڑنے کی وجہ سے حکومت ترکیہ نے ہندوستان سے حج پر جانے والے زائرین پر پابندی لگا دی ہے، آپ حضرت مسیح موعود کی زیارت کے لئے قادیان چلے گئے۔

قادیان پہنچنے پر جب آپ نے پہلی بار حضرت امام الزمان کو دیکھا تو آپ پر وارفتگی کا عالم طاری ہو گیا۔ ادھر حضرت مسیح موعود نے بھی آپ کے اندر رشد اور ہدایت کے آثار دیکھ لئے۔ چنانچہ وہ منظر جو دیکھنے سے تعلق رکھتا تھا، اس کی کیفیت حضرت مسیح موعود نے یوں بیان فرمائی ہے۔

جب مجھ سے ان کی ملاقات ہوئی تو قسم اس خدا کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، میں نے ان کو اپنی پیروی اور اپنے دعویٰ کی تصدیق میں ایسا فنا شدہ پایا کہ جس سے بڑھ کر انسان کے لئے ممکن نہیں اور جیسا کہ ایک شیشہ عطر سے بھرا ہوتا ہے۔ ایسا ہی میں نے ان کو اپنی محبت سے بھرا ہوا پایا اور جیسا کہ ان کا چہرہ نورانی تھا ایسا ہی ان کا دل مجھے نورانی معلوم ہوتا تھا۔

(تذکرۃ الشہادتین۔ روحانی خزائن جلد 20 ص 10)

قادیان میں آپ کا قیام کم وبیش تین ماہ رہا۔ اس عرصہ کے دوران آپ کے قلب صافی پر وارد ہونے والی روحانی کیفیت بیان کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں:۔

ان چند مہینوں کے عرصہ میں جو وہ قادیان میرے پاس رہے اور ایک سفر جہلم تک کا بھی میرے ساتھ کیا بعض نشانات بھی میری تائید میں انہوں نے مشاہدہ کئے۔ ان تمام براہین اور انوار اور خوارق کے دیکھنے کی وجہ سے وہ فوق العادت یقین سے بھر گئے اور طاقت بالا ان کو کھینچ کر لے گئی۔

(تذکرۃ الشہادتین۔ روحانی خزائن جلد 20 ص 10)

صاحبزادہ صاحب قادیان اور اہل قادیان سے رخصت ہونے کے بعد اپنے وطن خوست جاتے ہوئے پہلے بنوں پہنچے۔ وہاں ایک دو روز قیام کرنے کے بعد آپ خوست کے لئے روانہ ہو گئے۔ خوست سے آگے کابل جانے سے قبل آپ نے پہلے امیر حبیب اللہ خان کو خط لکھ کر اس امر سے مطلع کرنا چاہا کہ آپ حج پر کیوں نہیں جا سکے اور یہ کہ وہ اس دوران قادیان جا کر ایک ایسے شخص کے مرید ہو گئے ہیں جو خدا کی طرف سے مسیح موعود اور مہدی مبعوث ہوا ہے۔ صاحبزادہ صاحب کا خط پڑھتے ہی امیر کابل کے تیور بگڑ گئے۔ چنانچہ آپ کے کابل پہنچتے ہی آپ کو حراست میں لے لیا گیا اور پھر ایک من چوبیس سیر وزنی زنجیروں میں جکڑ کر آپ کو جیل میں ڈال دیا گیا۔ اس سخت اذیت کی حالت میں آپ پورے چار ماہ رہے۔ اس دوران امیر حبیب اللہ خان نے آپ کو کئی بار کہلا بھیجا کہ اگر آپ اپنے اس عقیدہ سے باز آجائیں اور توبہ کر لیں تو آپ کو پھر وہی عزت اور عظمت دے دی جائے گی جو آپ کو پہلے حاصل تھی۔ مگر یقین اور وفا کی اس آہنی چٹان کے سامنے اس کی کوئی پیش نہ گئی۔ آپ کا ہر بار یہی جواب تھا کہ میں صاحب علم ہوں اور حق و باطل کی شناخت کی خدا تعالیٰ نے مجھے قوت بخشی ہے۔ میں نے پوری تحقیق سے معلوم کر لیا ہے کہ یہی قادیان میں ظاہر ہونے والا مسیح موعود اور مہدی معہود ہے۔ آخری بار آپ کا جواب یہ تھا کہ چونکہ میں اپنے آپ کو حق پر سمجھتا ہوں، آپ ان سے جو میرے مخالف ہیں میری بحث کرائیں۔ اگر میں دلائل کے رو سے جھوٹا نکلا تو جو چاہیں مجھے سزا دیں۔

یہ مباحثہ جس میں آٹھ مفتیوں کی ایک جیوری مقرر کی گئی اور جس کا سربراہ جلال پور جٹاں (ضلع گجرات کا ایک قصبہ) کا رہنے والا ایک پنجابی ڈاکٹر عبدالغنی تھا، مباحثہ تحریری طور پر ہوا مگر عوام کو کچھ پتہ نہ لگنے دیا گیا کہ دونوں اطراف سے کیا کیا دلائل دیئے گئے ہیں۔ بلکہ خود امیر کو بھی ان دلائل کو پڑھنے کا موقع نہ دیا گیا۔ پھر مباحثہ کے دوران آٹھ سپاہی ننگی تلواریں تانے حضرت صاحبزادہ صاحب کے سر پر کھڑے رہے اور اس طرح آپ کو مسلسل اذیت اور نفسیاتی دباؤ میں رکھا گیا۔ عام سرکاری عدالتوں میں بھی ایسا کبھی نہیں ہوا کہ ملزم پر جرم ثابت ہونے سے پہلے کسی قسم کا دباؤ ڈالا جائے یا اسے کسی ذہنی اذیت میں مبتلا رکھا جائے اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ مباحثہ ابھی ختم نہ ہوا تھا اور نہ فتویٰ جاری کیا گیا تھا کہ لوگوں کو اکٹھا کر کے ان سے نعرہ بازی کروائی گئی اور انہیں کہا گیا کہ آپ لوگ فکر نہ کریں، امیر کوئی فیصلہ آپ کی مرضی کے خلاف نہیں کرے گا۔

اس سارے ڈھونگ کے پیچھے دراصل سردار عبدالرحمٰن کے بھائی سردار نصراللہ خان کا انتقامی جذبہ کام کر رہا تھا۔ اسے آپ پر یہ شکوہ تھا کہ سابق امیر کابل کے مرنے پر اس کو تخت شاہی سے محروم کر کے کیوں اس کے بھائی یعنی سردار عبدالرحمٰن کو امیر کابل بنایا گیا ہے (شاہی دستار بندی کی یہ رسم صاحبزادہ عبداللطیف صاحب کے ہاتھوں سرانجام پائی تھی)۔ اس کے ساتھ اگر اس امر کو بھی شامل کر لیا جائے کہ جو کفر کا فتویٰ تیار کیا گیا اس میں جیوری کے آٹھ ممبران میں سے صرف دو نے اس پر صاد تھا اور وہ دونوں ممبران سردار نصراللہ خان کے زیر اثر افراد میں سے تھے تو سردار نصراللہ خان کی عیاری کھل کر سامنے آجاتی ہے۔

اب اگرچہ واقعات یہی بتا رہے تھے کہ اس نام

نہاد فتویٰ کے پیچھے سردار نصراللہ خان کا ہاتھ ہے تاہم یہ بھی نہیں کہا جاسکتا کہ سردار حبیب اللہ خان اس میں سراسر بے قصور تھا۔ حضرت مسیح موعود نے اس وقت کے حالات کا جائزہ لینے کے بعد اسے بالفاظ ذیل اس سارے معاملہ میں قصوروار ٹھہرایا ہے۔

اس کو چاہئے تو یہ تھا کہ اس عادل حقیقی سے ڈر کر جس کی طرف عنقریب تمام دولت حکومت کو چھوڑ کر واپس جائے گا خود مباحثہ کے وقت حاضر ہوتا۔ بالخصوص جبکہ وہ خود جانتا تھا کہ اس مباحثہ کا نتیجہ ایک معصوم بے گناہ کی جان ضائع کرنا ہے۔ تو اس صورت میں مقتضا خدا ترسی کا یہی تھا کہ بہر حال افتاں وخیزاں اس مجلس میں جاتا اور نیز چاہئے تھا کہ قبل ثبوت کسی جرم کے اس مظلوم پر یہ سختی روا نہ رکھتا کہ ناحق ایک مدت تک قید کے عذاب میں ان کو رکھتا اور زنجیروں اور ہتھکڑیوں کے شکنجہ میں اس کو دبایا جاتا اور آٹھ سپاہی برہنہ شمشیروں کے ساتھ اس کے سر پر کھڑے ہوجاتے اور اس طرح ایک عذاب اور رعب ڈال کر اس کو ثبوت دینے سے روکا جاتا۔ پھر اگر اس نے ایسا نہ کیا تو عادلانہ حکم دینے کے لئے یہ تو اس کا فرض تھا کہ کاغذات مباحثہ کے اپنے حضور میں طلب کرتا بلکہ پہلے سے یہ تاکید کرتا کہ کاغذات مباحثہ کے میرے پاس بھیج دینے چاہئیں۔

(تذکرۃ الشہادتین۔ روحانی خزائن جلد 20 ص 55)

اس فتویٰ کے نتیجہ میں حضرت صاحبزادہ عبداللطیف کو عوام کے ایک بھاری مجمع کی موجودگی میں سنگسار کر دیا گیا۔ پہلا پتھر مرحوم پر ملاں عبدالرزاق نے چلایا جو کابل کے شرعی محکمہ کا قاضی القضاۃ تھا اور یہ وہی تھا جس نے اس فتویٰ پر آخری دستخط ثبت کئے تھے۔

مرحوم کی یوں دردناک وفات کا سن کر حضرت اقدس مسیح موعود نے جن الفاظ میں اس صدمہ کا اظہار فرمایا، ان سے آپ کی قلبی کیفیت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

آپ نے فرمایا:

ہائے وہ معصوم اس کی نظر کے سامنے بکرے کی طرح ذبح کیا گیا اور باوجود صادق ہونے اور باوجود پورا ثبوت دینے کے اور باوجود ایسی استقامت کے کہ صرف اولیاء کو دی جاتی ہے پھر بھی اس کا پاک جسم پتھروں سے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا گیا۔

نیز فرمایا: ہائے افسوس! آسمان کے نیچے یہ بڑا ظلم ہوا کہ ایک بیگناہ معصوم باوجود صادق ہونے کے باوجود اہل حق ہونے کے باوجود اس کے کہ وہ ہزار لوگوں کی (-) سے تقویٰ اور طہارت کے پاک پیرایہ سے مزین تھا۔ اس طرح بے رحمی سے محض اختلاف مذہب کی وجہ سے مارا گیا۔

اور پھر کابل کی سرزمین پر بہائے جانے والے اس خون ناحق کے نتیجہ میں فرمایا:

شاہزادہ عبداللطیف کے لئے (-) مقدر تھی وہ ہوچکی۔ اب ظالم کی پاداش باقی ہے۔ انہ من یات ربہ مجرما...... (طٰہٰ:75) افسوس کہ یہ امیر زیر آیت ومن یقتل مومنا ...... (النساء:94) داخل ہوگیا اور ایک ذرہ خدا تعالیٰ کا خوف نہ کیا اور مومن بھی ایسا کہ اگر کابل کی تمام سرزمین میں اس کی نظیر تلاش کی جائے تو تلاش کرنا لاحاصل ہے۔

(تذکرۃ الشہادتین۔ روحانی خزائن جلد 20 ص 60)

اب ان عبرتناک نشانات کا ذکر کیا جاتا ہے جن کا نشانہ وہ لوگ بنے جنھوں نے کسی نہ کسی رنگ میں مرحوم پر ظلم ڈھانے میں حصہ لیا۔

کابل میں ہیضہ کی وبا کا پھوٹ پڑنا

مرحوم کی شہادت کے معاً بعد سارے کابل میں ہیضہ کی وبا پھوٹ پڑی اور اموات کا ایک ایسا ہیبت ناک سلسلہ شروع ہوگیا کہ خود کابل کے لوگ زبان حال اور قال سے پکار اٹھے کہ یہ سب مصیبت مرحوم کی ظالمانہ شہادت کے نتیجہ میں وارد ہوئی ہے۔ روزانہ تین، تین چار، چار سو لوگ مرنے لگے۔ خود سردار نصراللہ خان جو اس المیہ کا محرک اعظم تھا، اس عذاب الٰہی سے بری طرح متاثر ہوا۔ چنانچہ اس نے ہیضہ کے خوف سے اپنے آپ کو شاہی محل کے اندر محبوس کرلیا۔ باہر سے آنے والوں پر بھی پابندی لگا دی گئی تاکہ ہیضہ کے جراثیم محل کے اندر داخل نہ ہوسکیں۔ لیکن خدا کی تقدیر کو بھلا کون روک سکتا تھا۔ سب سے پہلے اس کی چہیتی بیوی ہیضہ کا شکار ہوئی اور ایک ہی دن بیمار رہ کر دم توڑ گئی۔ اس سے سردار نصراللہ کو ایسا صدمہ پہنچا کہ وہ نیم پاگل سا رہنے لگ گیا۔ اس کی اس حالت کا نقشہ مسٹر فرینک مارٹن نے اپنی کتاب Under The Absolute Amir میں یوں بیان کیا ہے۔

اس کی بیوی جب ہیضہ میں مبتلا ہوکر فوت ہوگئی تو اس کے غم میں اس کی حالت نیم پاگل جیسی ہوگئی۔ وہ اپنے بارہ میں بھی خوف محسوس کرنے لگا۔ اس خوف کی بڑی وجہ یہ تھی کہ ملک کا ایک بااثر اور ممتاز عالم (یعنی حضرت صاحبزادہ عبداللطیف صاحب۔ ناقل) اپنی سنگساری سے قبل امیر کے دربار میں یہ پیشگوئی کرچکا تھا کہ ان کی وجہ سے ملک پر ایک بھاری آفت آئے گی جس سے خود امیر اور سردار نصراللہ متاثر ہوں گے۔ یہی وجہ تھی کہ امیر اور سردار نصراللہ اس قدر خوفزدہ تھے کیونکہ انہیں اپنی یقینی موت نظر آرہی تھی۔

ابھی سردار نصراللہ خان اپنی بیوی کی موت کے صدمہ سے جانبر نہ ہونے پایا تھا کہ اس کا جوان بیٹا بھی ہیضہ سے بیمار ہوکر مر گیا۔ اس دوہرے صدمہ سے اس کی رہی سہی طاقت بھی جواب دے گئی۔ اب اسے نہ کھانے پینے کی ہوش رہی نہ اوڑھنے بچھانے کی۔ اس کی راتوں کی نیندیں حرام ہوگئیں اور وہ دن رات اپنی موت کا انتظار کرنے لگا۔

ڈاکٹر عبدالغنی کا عبرتناک انجام

سردار نصراللہ کے بعد دوسرا بڑا مخالف جس نے حضرت مرحوم کے خلاف قتل کا فتویٰ جاری کرنے میں کلیدی رول ادا کیا تھا وہ جیسا کہ پہلے بتایا گیا ہے ایک پنجابی ڈاکٹر عبدالغنی تھا۔ یہی اس مباحثہ کا سرپنچ بنایا گیا تھا جس کے منحوس فیصلہ کی بنا پر مرحوم کی سنگساری کا حکم نافذ کیا گیا۔ اس کے عبرتناک انجام کی تفصیل یوں ہے کہ وہ افغانستان کا ڈائریکٹر تعلیمات تھا۔ اس کے علاوہ وہ امیر اور اس کے شہزادگان کا انگریزی زبان کا اتالیق بھی تھا۔ واقعہ کے بعد اس نے اپنی اس حیثیت کے بل بوتے پر امیر کابل سے ایک نائٹ سکول کھولنے کی اجازت حاصل کرلی جس کا مقصد یہ بتایا گیا کہ اس میں عمر رسیدہ ملازمین محکمہ جات کو دو گھنٹہ کے لئے پولیٹیکل سائنس کا مضمون پڑھایا جائے گا۔ اس کے ساتھ انہیں انگریزی زبان بھی سکھائی جانے لگی۔ پولیٹیکل سائنس کے مضمون کی آڑ میں ڈاکٹر عبدالغنی نے بادشاہ اور جمہوریت کے فوائد اور نقصانات کے ساتھ ساتھ یہ بھی بتانا شروع کیا کہ شخصی حکومت کا تختہ الٹ کر کس طرح جمہوریت کا قیام عمل میں لایا جاسکتا ہے اور اس پر کلاس میں باقاعدہ بحث کرائی جاتی۔ اس کا اس سے کیا مقصد تھا، یہ تو معلوم نہیں البتہ اسے یہ خوف ضرور پیدا ہوا کہ اگر اس کا پتہ امیر کو چل گیا تو سب کی شامت آجائے گی۔ چنانچہ اس نے اس مضمون میں دلچسپی لینے والے طلباء سے عہد لیا کہ وہ اس راز کو اپنے تک ہی محدود رکھیں گے۔ اس عہد میں یہ بھی شامل تھا کہ اگر کسی پر شک ہوجائے کہ وہ اس راز کو فاش کردے گا تو اسے جان سے مار دیا جائے گا۔

اب ڈاکٹر عبدالغنی کی اس کلاس میں ایک طالب علم ایسا بھی تھا جو شاہی محل کے اندر شہزادگان کی تعلیم پر مامور تھا۔ اس کی ذاتی رہائش بھی شاہی محل کے ایک حصہ میں تھی۔ اس کے بارے میں کسی طرح یہ شک پیدا ہوگیا کہ وہ اس راز کو فاش کردے گا۔ چنانچہ ڈاکٹر عبدالغنی نے اسے پیغام بھیجا کہ وہ آکر اپنی پوزیشن واضح کرے۔ وہ طالب علم چونکہ جانتا تھا کہ اس کی صفائی کی کوشش ناکام ہونے کی صورت میں اسے موت کا سامنا کرنا ہوگا اس لئے بجائے اپنی صفائی پیش کرنے کے وہ سیدھا سردار نصراللہ خان کے پاس چلا گیا اور اس کے نائٹ سکول کا سارا حال بتا دیا۔ سردار نصراللہ خان اسے سردار حبیب اللہ خان کے پاس لے گیا۔ جب امیر حبیب اللہ خان نے یہ کہانی سنی تو اس طالب علم کو اس نے محل کے اندر ہی نظر بند کردیا اور خود خفیہ تحقیق شروع کردی۔ جب اسے یقین ہوگیا کہ اس طالب علم کی رپورٹ درست ہے تو اس نے نائٹ سکول پر چھاپہ ڈلوا کر ڈاکٹر عبدالغنی سمیت طالب علموں کو گرفتار کرلیا۔ نائٹ سکول کو فوراً بند کردیا گیا اور پھر ایک طالب علم کو موت کے گھاٹ اتار دیا گیا۔ ڈاکٹر عبدالغنی چونکہ برطانوی شہری تھا وہ موت سے تو بچ گیا مگر اسے عمر قید کی سزا دے کر زندان میں ڈال دیا گیا۔

اس طرح پر ڈاکٹر عبدالغنی کے زوال کے دن شروع ہوگئے۔ وہ خود تو خدا کے غضب کے نیچے آہی چکا تھا۔ اس کی اگلی تان اس کی بیوی پر ٹوٹی۔ وہ اس ڈر سے کہ کہیں اسے بھی گرفتار نہ کرلیا جائے، اپنا سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر کابل سے بھاگ نکلی۔ مگر جونہی وہ افغانستان کی سرحد پار کرکے لنڈی کوتل پہنچی تو اسے موت نے آلیا۔ یہاں اس کا نہ کوئی عزیز تھا، نہ رشتہ دار۔ پھر جو ساری زندگی کا اثاثہ تھا، وہ بھی کابل میں رہ گیا تھا۔ چنانچہ شہر کے لوگوں نے اسے لاوارث سمجھ کر صدقہ وغیرہ سے رقوم جمع کرکے اس کی تدفین کی۔

خدا کے غضب کی تیسری لاٹھی ڈاکٹر عبدالغنی پر اس کے نوجوان بیٹے کی اچانک موت کی صورت میں ٹوٹی۔ اس کا بیٹا جس کا نام عبدالجبار تھا، ایک دن بازار سے سودا سلف خرید رہا تھا کہ کسی نے پیچھے سے آکر اس پر تلوار کا ایسا وار کیا کہ اس کا سر تن سے جدا ہوگیا۔ اس طرح پر اس کے باپ کو قید زندان میں اپنے جواں سال بیٹے کی موت کا صدمہ بھی سہنا پڑا جس سے اس کی اپنی حالت زندہ درگور کی سی ہوگئی۔

خود ڈاکٹر عبدالغنی کا اپنا حشر یہ ہوا کہ گیارہ سال جیل کے اندر گلنے سڑنے کے بعد اسے جلاوطن کر دیا گیا۔ یعنی اسے نہایت کسمپرسی کی حالت میں ہندوستان کی سرحد پر چھوڑ دیا گیا اور اس طرح وہ گمنامی اور ذلت سے دوچار ہوتے ہوئے اس جہان سے رخصت ہوا۔

عبدالرزاق قاضی کا حشر

اس خونی ڈرامے کا تیسرا کردار ملا عبدالرزاق قاضی تھا جو ملک میں قاضی القضاۃ کے عہدے پر فائز اور ملائے حضور کے لقب سے سرفراز تھا۔ یہ وہی شخص تھا جس کے منحوس ہاتھوں نے مرحوم کے سنگسار کئے جانے کے فتویٰ پر آخری دستخط کئے تھے۔ پھر یہی وہ بدبخت تھا جس نے مرحوم پر پہلا پتھر چلا کر اس معصوم پر سنگساری کا آغاز کیا تھا۔ اس کا یہ حشر ہوا کہ ایک دن امیر کابل کی سواری جارہی تھی۔ قاضی عبدالرزاق بھی اسی سڑک پر مگر سڑک کی دائیں جانب چل رہا تھا۔ بادشاہ کا حکم تھا کہ چلنے والے سڑک کی بائیں جانب چلا کریں۔ چنانچہ سڑک پر متعین سپاہی نے اسے روکا اور بائیں جانب چلنے کو کہا۔ وہ اسے اپنی ہتک سمجھتے ہوئے سپاہی سے الجھ پڑا۔ اتفاق سے امیر عبدالرحمٰن نے بھی یہ ماجرا دیکھ لیا۔ اس نے اسی وقت حکم دیا کہ قاضی عبدالرزاق پر ایک ہزار روپیہ جرمانہ کردیا جائے۔ یہ سزا پانے کے بعد وہ ملک سے ایسا غائب ہوا کہ کچھ پتہ نہ چلا کہ وہ کہاں چلا گیا ہے۔ تاہم امیر امان اللہ والی افغانستان کے عہد میں وہ پھر کسی طرح ملک میں آگیا۔ لیکن اب کی بار اس سے پھر کوئی ایسی حرکت سرزد ہوئی جس کی وجہ سے امیر نے حکم دیا کہ اسے کوڑے لگائے جائیں اور پھر حکم دیا کہ بستہ بند مجرموں کی طرح وہ روزانہ آکر حاضری دیا کرے۔ آگے اس کا لڑکا قاضی عبدالواسع جو اس کا جانشین بنا وہ بھی قہر خداوندی سے نہ بچ سکا اور وہ اس طرح ہوا کہ کچھ سال بعد کسی شخص نے اس پر حملہ کرکے اسے نہایت بے رحمی سے قتل کردیا۔

مکرم حاشر احمد صاحب

والدین سے حسن سلوک سے متعلق ارشادات رسول ﷺ

جو شخص چاہتا ہے کہ اس کی عمر لمبی اور رزق میں فراخی ہو تو وہ والدین سے نیک سلوک کرے

ہمارے پیارے نبی حضرت محمد ﷺ نے والدین کا بلند مقام بیان فرمایا ہے اور والدین کے ساتھ بہترین حسن سلوک کی نصیحت کی ہے۔ اور آپ ﷺ نے تمام دنیوی رشتوں اور تعلقات میں سب سے بڑھ کر حسن سلوک کے حقدار ماں باپ کو ٹھہرایا ہے۔ اور والدین کی اطاعت، ان کا ادب و احترام کرنے اور ان کا بہت خیال رکھنے کی نصیحت فرمائی ہے۔

بہترین حسن سلوک کے مستحق

ایک دفعہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور اس نے پوچھا یا رسول اللہ! لوگوں میں سے میرے حسن سلوک کا سب سے زیادہ کون مستحق ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا۔ تیری ماں۔ اس نے پوچھا پھر کون۔ فرمایا تیری ماں۔ اس نے پھر پوچھا کہ پھر کون۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ تیری ماں۔ اس نے چوتھی بار پوچھا کہ پھر کون؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تیرا باپ۔

(بخاری کتاب الادب باب من احق الناس بحسن الصحبۃ)

جنت کا دروازہ

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرت محمد ﷺ نے فرمایا کہ مٹی میں ملی اس کی ناک۔ مٹی میں ملی اس کی ناک۔ مٹی میں ملی اس کی ناک۔ (یعنی ایسا شخص قابل مذمت اور بدقسمت ہے۔) لوگوں نے پوچھا یا رسول اللہ! کون سا شخص؟ آپ ﷺ نے فرمایا: وہ شخص بڑا بدقسمت ہے جس نے اپنے بوڑھے ماں باپ کو پایا اور پھر ان کی خدمت کر کے جنت میں داخل نہ ہو سکا۔

(مسلم کتاب البر والصلۃ باب رغم انف من ادرک ابویہ)

ایک اور روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ والد جنت کا درمیانی دروازہ ہے۔ پس اگر تو چاہے تو اس دروازے کو ضائع کر دے اور اگر تو چاہے تو اس کی حفاظت کرلے۔

(ترمذی کتاب البر والصلۃ باب ما جاء من الفضل فی رضاء الوالدین)

پسندیدہ عمل

ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ اللہ کے نزدیک سب سے پسندیدہ عمل کون سا ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ نماز کو وقت پر ادا کرنا۔ اس نے پوچھا پھر کون سا عمل۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ والدین سے حسن سلوک کرنا۔ اس نے پوچھا پھر کون سا عمل۔ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ کی راہ میں جہاد کرنا۔

(بخاری کتاب الادب باب قول اللہ تعالیٰ: ووصینا الانسان)

والدین کی رضا رضائے الٰہی

حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا رب کی رضا والد کی رضا میں ہے اور رب کی ناراضگی والد کی ناراضگی میں ہے۔

(ترمذی کتاب البر والصلۃ باب ما جاء من الفضل فی رضاء الوالدین)

فراخی رزق اور عمر دراز کا نسخہ

حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص چاہتا ہے کہ اس کی عمر لمبی ہو اور اس کے رزق میں فراخی ہو تو اسے چاہیے کہ اپنے والدین سے نیک سلوک کرے اور صلہ رحمی کی عادت ڈالے۔

(مسند احمد: جلد 3 صفحہ 266. حدیقہ الصالحین: صفحہ 349)

رضاعی والدہ کا احترام

حضرت ابوطفیلؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے آنحضور ﷺ کو جعرانہ مقام میں دیکھا۔ آپ ﷺ گوشت تقسیم فرما رہے تھے۔ اس دوران ایک عورت آئی تو آپ ﷺ نے اس کے لیے اپنی چادر بچھا دی اور وہ عورت اس پر بیٹھ گئی۔ میں نے لوگوں سے پوچھا کہ یہ کون خاتون ہے جس کی آنحضور ﷺ اس قدر عزت افزائی فرما رہے ہیں۔ لوگوں نے بتایا کہ یہ آپ ﷺ کی رضاعی والدہ ہیں۔

(ابو داؤد کتاب الادب باب فی بر الوالدین)

والدین کی خدمت بھی جہاد ہے

حضرت عبداللہ بن عمروؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص آنحضور ﷺ کی خدمت میں آیا اور اس نے کہا کہ میں ہجرت اور جہاد پر آپ کی بیعت کرتا ہوں۔ اور میں اللہ سے اجر کا طلب گار ہوں۔ آپ ﷺ نے پوچھا کیا تیرے والدین میں سے کوئی زندہ ہے۔ اس نے کہا کہ دونوں زندہ ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ تو اللہ سے اجر چاہتا ہے۔ اس نے کہا ہاں یا رسول اللہ۔ آپ نے فرمایا کہ تو اپنے والدین کے پاس جا اور ان کی خوب خدمت کر۔

(مسلم کتاب البر والصلہ باب بر الوالدین)

وفات یافتہ والدین کیلئے نیکی

حضرت ابو اسید الساعدیؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم لوگ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے کہ بنی سلمہ کا ایک شخص حاضر ہوا اور پوچھنے لگا کہ یا رسول اللہ! والدین کی وفات کے بعد کوئی ایسی نیکی ہے جو میں ان کے لیے کر سکوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ ہاں۔ تم ان کے لیے دعائیں کرو۔ ان کے لیے بخشش طلب کرو۔ ان کے عزیز و اقارب سے اسی طرح صلہ رحمی اور حسن سلوک کرو جس طرح وہ اپنی زندگی میں ان کے ساتھ کیا کرتے تھے اور ان کے دوستوں کے ساتھ عزت و اکرام کے ساتھ پیش آؤ۔

(ابو داؤد کتاب الادب باب فی بر الوالدین)

ماں باپ کی نافرمانی

حضرت ابوبکرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ اے لوگو! کیا میں تمہیں سب سے بڑے گناہوں پر مطلع کروں۔ آپ نے یہ الفاظ تین دفعہ دوہرائے۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ ضرور مطلع فرمائیں۔ آپ نے فرمایا کہ پھر سنو کہ سب سے بڑا گناہ خدا تعالیٰ کا شرک ہے اور پھر دوسرے نمبر پر بڑا گناہ والدین کی نافرمانی اور ان کی خدمت کی طرف سے غفلت برتنا ہے۔ اور اس کے بعد سب سے بڑا گناہ جھوٹ بولنا ہے۔

(بخاری کتاب الادب باب عقوق الوالدین من الکبائر)

ایک اور روایت ہے کہ آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سب گناہ معاف کر دیتا ہے سوائے والدین کی نافرمانی کے۔ وہ اس فعل کے مرتکب کو مرنے سے پہلے زندگی میں ہی سزا دے دیتا ہے۔

(مشکوۃ کتاب الادب باب البرّ والصّلہ)

والدین کو مت رلاؤ

حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نبی کریم ﷺ کی خدمت میں ہجرت پر بیعت کرنے کی غرض سے حاضر ہوا اور اس نے اپنے والدین کو اس حال میں چھوڑا کہ وہ رو رہے تھے۔ چنانچہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔ اپنے والدین کے پاس لوٹ جاؤ اور ان کو ویسے ہی ہنساؤ جیسے تم نے انہیں رلایا ہے۔

(سنن ابی داؤد کتاب الجہاد باب فی الرجل یغزو و ابواہ کارھان)

ماں باپ کا حق

حضرت ابو امامہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے عرض کی یا رسول اللہ! ماں باپ کا اولاد پر کیا حق ہے؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا وہ دونوں تیری جنت اور دوزخ ہیں۔

(سنن ابن ماجہ کتاب الادب باب برّ الوالدین)

مشرک والدہ سے صلہ رحمی

حضرت اسماء بنت ابی بکرؓ نے بتایا کہ میری والدہ آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں میرے پاس صلہ رحمی کا تقاضا کرتے ہوئے آئی تو میں نے حضرت نبی کریم ﷺ سے اس کے بارے میں دریافت کیا، کہ کیا میں اپنی مشرک والدہ سے صلہ رحمی کروں؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔ ہاں

(بخاری کتاب الھبۃ باب الھدیۃ للمشرکین)

بقیہ صفحہ 6 مکرم رسالدار احمد خان صاحب

گیا۔ آپ کا جنازہ 25/اپریل 1958ء بروز جمعۃ المبارک کو بیت مبارک ربوہ کے صحن میں محترم مولوی جلال الدین شمس صاحب نے پڑھایا اور آپ بہشتی مقبرہ ربوہ میں دفن ہوئے۔

آپ کی اہلیہ کی زبانی کہ آپ چندہ دینے کے سلسلہ میں خود بھی بڑے پابند تھے احباب جماعت کو بھی اور اہل و عیال کو بھی ہمیشہ چندہ باقاعدگی کے ساتھ دینے کی تلقین کرتے۔ یہاں تک کہ اپنے آخری وقت سے چند دن پیشتر مجھے فرمایا کہ اگر ہو سکے تو میرے مرنے کے بعد بھی میرا چندہ ضرور باقاعدگی کے ساتھ ادا کرتی رہنا۔ آپ تحریک جدید کے پانچ ہزاری مجاہدین میں شامل تھے“۔

(تحریک جدید کے پانچ ہزاری مجاہدین صفحہ 360، انیس سالہ کتاب 184/3134۔)

آپ کے بھتیجے مکرم مرزا خلیل احمد صاحب (حال جنیوا سوئٹزرلینڈ) نے تحریر کیا ہے کہ ”محترم تایا جان مکرم رسالدار احمد خان صاحب کے چندہ تحریک جدید کے حوالے سے میں 1989ء سے تمام گزشتہ بقایا ادا کرنے کے بعد ہر سال حتی الوسع اضافہ کے ساتھ باقاعدگی سے ادا کرنے کی توفیق پا رہا ہوں۔ اللہ تعالیٰ آئندہ بھی محترم تایا جان کی خواہش جس کا اظہار انہوں نے محترمہ تائی جان سے کیا کہ اگر ہو سکے تو میرے مرنے کے بعد میرا چندہ ضرور بہ ضرور باقاعدگی سے ادا کرتے رہنا کو عملی جامہ پہنانے کی توفیق دیتا ہے اور اس حقیر قربانی کو قبول فرمائے۔ آمین

مکرم مرزا خلیل احمد صاحب نے مزید تحریر کیا ہے ”کہ مجھے محترم تایا جان کی جانب سے بیت نور سوئٹزرلینڈ کے لئے 2000 فرانک پیش کرنے کی توفیق ملی۔

اسی طرح تعمیر و توسیع گیسٹ ہاؤس انصار اللہ ربوہ کے لئے مجھے اپنے والد محترم مرحوم کی طرف سے 250 فرانک ادا کرنے کی توفیق ملی ہے۔

مکرم رسالدار احمد خان صاحب نے اپنے پیچھے 3 لڑکے اور 4 لڑکیاں چھوڑی ہیں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ رسالدار صاحب کو جنت فردوس میں اعلیٰ سے اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور آپ کے پسماندگان کو دین و دنیا کی حسنات سے نوازے اور جماعت احمدیہ چکوال کو ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے اور ترقی دے آمین

مکرم ریاض احمد ملک صاحب

مکرم رسالدار احمد خان صاحب آف چکوال

مکرم رسالدار احمد خان صاحب سابقہ صدر جماعت احمدیہ چکوال کا آبائی گاؤں دوالمیال تھا آپ ایک فوجی مغلیہ خاندان میں 1897ء میں پیدا ہوئے۔آپ اپنے ماموں مکرم غلام قادر صاحب جو کافی پہلے سے احمدی ہو چکے تھے اور حضرت مولوی کرمداد صاحب رفیق حضرت مسیح موعود اور (پہلے امیر جماعت احمدیہ دوالمیال) کی معیت میں حضرت خلیفۃ المسیح الاول کے ہاتھ پر بیعت کر کے احمدیت میں شامل ہوئے۔آخری دم تک سلسلہ کی حتی المقدور خدمت کی۔ 1918ء میں فوج میں بھرتی ہوئے اور مکرم مولوی نورالدین صاحب احمدی کی صاحبزادی مکرمہ زینب خاتون صاحبہ سے شادی کر لی اور آہستہ آہستہ مستقل طور پر چکوال میں ہی رہائش اختیار کر لی۔

چندوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔اپنے عزیز و اقارب کو بھی ہمیشہ تلقین کرتے رہے کہ چندوں میں سستی ہرگز نہیں کرنی چاہئے۔زیادہ تر توجہ ان کی نماز روزہ میں ہی رہتی تھی۔پانچ وقت عبادت بیت الحمد میں ادا کرتے تھے۔ 1952ء میں صدر جماعت احمدیہ چکوال منتخب ہوئے اور اپنے دور صدارت میں جماعت کی بڑھ چڑھ کر خدمت کی۔ جب آپ صدر منتخب ہوئے تو جماعت احمدیہ چکوال کا بقایا بہت سا تھا اور مرکز سے گاہے بگاہے بقایا کو ختم کرنے کی ہدایات آ جاتی تھیں۔تو ضعیف العمری کے باوجود بھی ہر ایک کے پاس جاتے اور چندہ ادا کرنے کی ہدایات دیتے۔خدام اور اطفال کو چندہ ادا کرنے کی نصیحتیں کرتے۔آپ کی ان کوششوں کا نتیجہ یہ ہوا کہ تین سال کے عرصہ میں بہت ہی کم جماعت کے ذمہ بقایا رہ گیا۔آپ نہایت پرہیزگار۔متقی اور راست باز انسان تھے۔

مکرم رسالدار احمد خان صاحب ایک متقی شخص تھے اور احمدیت کے شیدائی تھے۔خلافت احمدیہ سے جنون کی حد تک عشق تھا۔اور اطاعت کا رنگ نمایاں تھا اور اکثر خوابیں معجزانہ رنگ میں سچی ہوتی تھیں۔ اہلیہ رسالدار صاحب کی زبانی چند ایک خوابیں احباب کی خدمت میں پیش ہیں۔

مکرم رسالدار صاحب اپنی ملازمت کے دوران آگرہ میں تھے اور اس وقت جمعدار تھے۔ ڈیوٹی سے آئے کھانا کھایا اور آرام فرمانے لگے۔دو بجے اٹھے وضو کیا نماز ظہر ادا کی اور فرمانے لگے کہ آج کوئی چیز اچھی سی پکانا اور مرزا بشیر احمد کے واسطے رکھ چھوڑنا۔میں اپنے پیارے بچے کا نام سن کر جواباً کہنے لگی کہ کیا سادگی کی باتیں کرتے ہیں وہ تو overseas گیا ہوا ہے اب تو وہ غالباً جنگ کے ختم ہونے پر ہی آئے گا۔مگر فرمانے لگے کہ میں نے خواب میں دیکھ لیا ہے۔اس واسطے تم شام کو اس کے کھانے کے واسطے کچھ نہ کچھ رکھ چھوڑنا۔چنانچہ احتیاطاً میں نے ایسا ہی کیا۔رات کو تیز ہوا چل رہی تھی دو بجے کے قریب کھڑکی پر کسی نے دستک دی میں نے سمجھا کہ ہوا سے پٹ کھڑک رہے ہیں مگر انہوں نے فرمایا کہ اٹھو مبارک ہو تمہارا لڑکا آ گیا۔ میں نے جب دروازہ کھولا تو میری حیرت کی انتہا نہ رہی کہ سامنے برخوردار مرزا بشیر احمد کھڑا تھا۔

اہلیہ رسالدار صاحب ایک اور خواب کے بارے میں بتاتی ہیں کہ رسالدار صاحب ابھی آگرہ کے ملٹری ڈیری فارم میں ہی جمعدار کے عہدہ پر تھے کہ ڈیوٹی سے آ کر حسب معمول کھانا کھایا اور سو رہے۔اڑھائی بجے کے قریب اٹھے۔نماز ظہر ادا کی اور مصلّے پر بیٹھے بیٹھے اپنی وردی کی طرف جو ہینگر کے ساتھ لٹکی ہوئی تھی دیکھ کے فرمایا کہ بیگم میری وردی پر ابھی ابھی رسالداری کے سٹار لگا دو۔میں نے کہا کیا آرڈر آ گیا ہے رسالداری کا، فرمانے لگے تم لگا تو دو کبھی کام آ ہی جائے گی۔ابھی میں رسالداری کے سٹار کندھے پر لگا ہی رہی تھی کہ ڈاک کا ہرکارہ ڈاک لایا اور ہیڈ کوارٹر میرٹھ سے ڈائریکٹر صاحب بہادر کا سرکاری مراسلہ موصول ہوا جس کے الفاظ تھے۔ Jemadar Mirza Ahmad Khan M.F.Dfs hereby promoted to the rank of Risaldar

پڑھ کر دلی جذبات سے متاثر ہو کر مجھے مبارک باد دی۔ وردی پہن کر دفتر چلے گئے۔سٹاف نے پوچھا کہ جمعدار صاحب یہ کیا۔آرڈرز تو ابھی ابھی آئے ہیں اور آپ نے پہلے ہی کندھے پر سٹار لگا رکھے ہیں۔تو بڑے عجیب انداز میں ان سے یوں گویا ہوئے ”کہ میرے خدا نے ایک گھنٹہ پہلے ہی اطلاع دے دی تھی کہ رسالداری کے سٹار لگا لو“۔ ہندو، سکھ عہدیدار جو پہلے ہی آپ کی راستبازی کے قائل تھے نے یہ سن کر یک زبان ہو کر بولے کہ واقعی آپ کا خدا سچا ہے۔

ایک اور خواب کا تذکرہ آپ کی اہلیہ کی زبانی۔ ڈیرہ اسماعیل خان میں رسالدار صاحب 27 نمبر رسالہ میں تھے۔یہ جنگ عظیم دوم سے کافی پہلے کا ذکر ہے کہ سخت بیمار ہو گئے۔کہ تین دن تک کچھ نہ کھایا حتیٰ کہ اس وقت گھر پر تھی وہ اکیلے ڈیرہ اسماعیل خان میں تھے۔ لیٹے لیٹے دل میں خواہش پیدا ہوئی کہ چاولوں پر شوربا ڈالا ہوا ہو تو خوب جی بھر کے آج کھاؤں۔ کیونکہ تین دن سے کچھ نہیں کھایا۔اسی سوچ میں آنکھ لگ گئی۔ایک نا معلوم طرف سے کان میں آواز آئی کہ چاول اور یخنی تیار ہے کھاؤ۔اٹھ کر دیکھا بغل میں میز پر کٹوری دھری ہے۔پیالے میں شوربا اور پلیٹ میں چاول رکھے ہوئے ہیں مگر آدمی پاس نہیں ہے۔کھا کر لیٹ گئے۔ایک ماہ تک وہ ہسپتال میں رہے مگر کوئی بندہ اس پلیٹ کا وارث نہ بنا۔چنانچہ وہ برتن آج تک صحیح سلامت ہمارے گھر میں موجود ہیں۔

ایک اور واقعہ آپ کی اہلیہ کی زبانی۔ 1930ء یا غالباً 1931ء کا واقعہ ہے۔اس وقت رسالدار صاحب دفعدار تھے اور سالانہ رخصت پر تھے۔جمعہ کا دن تھا۔غضب کی گرمی پڑھ رہی تھی۔بادل کا نام ونشان آسمان پر نہ تھا۔ہم تمام کنبہ جمعہ پڑھنے کی غرض سے بیت الحمد جانے کی تیاریاں کرنے لگے۔ تو فرمایا کہ تمام چیزیں اٹھا کر اندر رکھ دو بارش آ گئی تو ستیاناس ہو جائے گا۔ہم نے جواباً عرض کیا کہ بزرگو بادل یک دم کیسے آ جائے گا۔مگر ہم نے پھر بھی احتیاطاً تمام چیزیں اٹھا کر اندر رکھ دیں۔مگر ہماری حیرت کی انتہا نہ رہی جبکہ خطبہ ہو رہا تھا اور ایک طرف سے بادل اٹھا اور آناً فاناً وہ موسلا دھار بارش ہوئی کہ گلیوں میں پانی آ گیا۔

ایک اور ایمان افروز واقعہ رسالدار صاحب کے داماد مرزا غلام احمد صاحب کی زبانی کہ قبلہ رسالدار احمد خان صاحب میرے پھوپھی زاد بھائی بھی ہیں اور خسر بھی ہیں اپریل 1957ء میں بیماری نے جوز ور پکڑا کہ آپ سی۔ایم۔ایچ راولپنڈی میں داخل ہو گئے۔اسی اثنا میں 18/اپریل کی شب کو آپ کے لڑکے مرزا بشیر احمد صاحب کے ہاں لڑکا پیدا ہوا۔اس خوشی کی اطلاع دینے کی غرض سے 18/اپریل 1957ء کو صبح کی لاری سے راولپنڈی چلا گیا۔سی۔ایم۔ایچ کے آفیسر وارڈ میں پہنچ کر میں نے مصافحہ کیا تو فرمایا کہ گھر میں خیریت تو ہے شاید مرزا بشیر احمد کے ہاں لڑکا پیدا ہوا ہے۔میں نے کہا آپ کو میرے آنے سے پہلے ہی کیسے پتہ چل گیا۔ تو یوں گویا ہوئے ”صبح 4 بجے کے قریب خواب میں کوئی بزرگ سفید ریش سامنے آئے کہ مبارک ہو کہ آپ کے لڑکے کا لڑکا پیدا ہوا ہے۔ چنانچہ میں خواب میں ہی بچے کا نام تجویز کرنے لگا۔آخر دو نام میں نے تجویز کئے۔مرزا اعظم بیگ۔مرزا رحیم بیگ۔مگر اس نیک سیرت بزرگ نے فرمایا کہ صاحب اعظم بیگ تو دنیاوی نام ہے۔اسے رہنے ہی دو۔البتہ رحیم بیگ دینی نام ہے ٹھیک ہے۔“ میں نے جواباً عرض کیا کہ صاحب مبارک ہو واقعی آپ کا پوتا آج شب کو پیدا ہوا ہے اور اس کی اطلاع دینے کی خاطر میں حاضر ہوا ہوں۔فرمانے لگے یہاں آپ کا مزید ٹھہرنا بیکار ہے۔شام کی گاڑی سے واپس چلے جاؤ اور والدہ مرزا بشیر احمد (اپنی اہلیہ محترمہ) کو اطلاع میری طرف سے دے دینا کہ اپنے پوتے کا نام مرزا رحیم بیگ رکھ دیں۔

رسالدار صاحب کی اپنی ڈائری سے آپ کے داماد مرزا غلام احمد صاحب ایک اور ایمان افروز واقعہ لکھتے ہیں۔24 جنوری 1953ء بروز سوموار۔ رسالدار صاحب کے لڑکے پر ایک مقدمہ بن گیا۔ جو بہت ہی تشویش ناک حالت اختیار کر گیا۔چنانچہ مندرجہ بالا تاریخ کو آپ اپنی ڈائری میں درج کرتے ہیں۔” آج ظہر کی نماز پر جو تقریباً اڑھائی بجے بیت الحمد میں پڑھ رہا تھا۔تو میں نے اپنے لڑکے بشیر کے واسطے دعا کی۔جس میں کہ رقت آ گئی۔بیت الحمد سے جب اٹھا تو میرے دل میں اطمینان ہوا کہ ضرور اللہ تعالیٰ بشیر کو بری کرے گا۔ چنانچہ 25 جنوری 1955ء کو فاضل مجسٹریٹ نے مرزا بشیر احمد کو باعزت طور پر بری کر دیا“۔

یہ احمدیت کی برکت تھی کہ آپ کی اکثر خوابیں عجیب معجزانہ رنگ لاتی تھیں۔مگر ان کی آخری خواب نے تو بالکل ہی عجیب معجزانہ رنگ دکھایا۔وہ اس طرح کہ 1956ء میں وفات سے ایک سال پہلے سخت بیمار ہوئے تمام کنبہ سخت پریشان ہوا۔مگر ایک دن سویرے اٹھتے ہی۔تمام کنبہ کو فرمایا کہ گھبرانے کی ضرورت نہیں ہے میں ایک سال تک تو اچھا ہوں اس کے بعد دیکھا جائے گا۔وہ ایسے کہ میں نے آج شب کو خواب میں دیکھا کہ میں ایک عالی شان سرسبز وشاداب پہاڑ پر ہوں پہاڑ کی چوٹی پر ایک عالی شان کوٹھی ہے جس کے مین گیٹ کے اوپر میرا نام لکھا ہے۔اور ساتھ درج ہے ”اکتوبر 1957“۔ہمیں یہ خواب سنانے کے بعد بیت الحمد میں بھی احباب جماعت کو بھی یہ خواب سنائی گئی۔تو مکرم چوہدری مبارک احمد صاحب شوگر انسپکٹر چکوال نے مزاحیہ انداز میں فرمایا کہ پھر تو ایک سال کے لئے آپ کو اللہ تعالیٰ کی درگاہ سے اور مہلت مل گئی ہے۔آپ نے فرمایا چلو ایک سال اور جماعت کی خدمت کریں گے۔

چنانچہ یہ بات آئی گئی ہو گئی اور کسی کو اس خواب کی طرف دھیان نہ رہا مگر ان کی خواب کیسے پوری ہوئی آپ 18,19/اکتوبر کو سخت بیمار ہوئے اور 20/اکتوبر 1957ء کو رات کے 11 بجے کے قریب اپنے داماد مرزا غلام احمد کی گود میں سر رکھے ہوئے اس دنیا فانی سے رخصت ہو گئے اور اپنے مولا حقیقی سے جا ملے۔آپ موصی تھے۔چکوال کے قبرستان میں اماناً دفن کئے گئے۔قبر پر کھڑے ہو کر مکرم چوہدری مبارک احمد صاحب شوگر انسپکٹر کو وہی خواب ایک سال قبل والی یاد آ گئی تو چوہدری صاحب موصوف نے برجستہ فرمایا کہ واقعی سائیں بابا کی وہ خواب جو انہوں نے احمدیہ بیت الحمد چکوال میں احباب جماعت کو سنائی تھی۔ آج پوری ہو گئی۔آپ نے وصیت 1948ء میں کروائی تھی۔ اور 1/10 حصہ مرکز کے خزانہ میں داخل کروا کر 300 روپے اپنے مقامی پوسٹ آفس میں جمع کروا دیئے۔مگر مرنے کے بعد بھی اس معزز روح نے چین نہ لیا۔ایک دن اپنی چھوٹی لڑکی کو خواب میں آئے اور فرمایا کہ تم لوگ بڑی دیر کر رہے ہو میری چھٹی صرف دو ماہ کی رہ گئی ہے۔ مجھے میری منزل مقصود تک پہنچا دو۔صرف 300 روپے میرا واجب الادا ہے جو ڈاکخانے میں جمع ہے۔ چنانچہ چند دنوں بعد مرکز سے چٹھی موصول ہوئی کہ بقایا رقم داخل خزانہ کرا کر رسالدار صاحب کا تابوت مرکز میں لے آئیں۔ بشرطیکہ ان کی وفات کو چھ ماہ پورے ہو گئے ہوں۔ 25/اپریل 1958ء کو آپ کا تابوت قبر سے نکال کر ربوہ لے جایا گیا اور ان کی خواب کے فرمان کے مطابق ان کو آخری قیام گاہ پر پہنچا دیا

باقی صفحہ 5 پر

اطلاعات و اعلانات

نوٹ: اعلانات صدر / امیر صاحب حلقہ کی تصدیق کے ساتھ آنا ضروری ہیں۔

جلسہ یوم مسیح موعود

(آرام باڑی ضلع کوٹلی)

مکرم حاجی محمد شیر صاحب سیکرٹری اصلاح وارشاد آرام باڑی ضلع کوٹلی AK تحریر کرتے ہیں۔

مورخہ 29 مارچ 2014ء کو بعد نماز عشاء محترم منظور احمد صاحب صدر جماعت احمدیہ آرام باڑی کی زیر صدارت حلقہ بیت الذکر کا جلسہ یوم مسیح موعود منعقد ہوا۔ تلاوت و نظم کے بعد محترم آفتاب احمد صاحب اور مکرم نصیر احمد شریف صاحب معلم سلسلہ آرام باڑی نے تقاریر کیں۔ اختتامی دعا صدر صاحب نے کروائی۔ حاضری 12 تھی۔

مورخہ 30 مارچ کو بعد نماز عشاء محترم عبدالکریم عابد صاحب کی رہائش گاہ پر حلقہ نالہ آرام باڑی کا جلسہ یوم مسیح موعود کا انعقاد ہوا۔ تلاوت اور نظم کے بعد محترم آفتاب احمد صاحب اور مکرم نصیر احمد شریف صاحب معلم سلسلہ نے تقاریر کیں۔ دعا کے ساتھ جلسہ ختم ہوا۔ حاضری 13 تھی۔

مورخہ 30 مارچ کو محترمہ امۃ الشافی صاحبہ کی زیر صدارت لجنہ اماء اللہ آرام باڑی ضلع کوٹلی کا جلسہ یوم مسیح موعود منعقد ہوا۔ تلاوت و نظم کے بعد شرائط بیعت پڑھ کر سنائی گئیں۔ تقریر محترمہ امۃ الشافی صاحبہ نے کی اور دعا کروائی حاضری 23 تھی۔

مورخہ 23 مارچ کو اطفال الاحمدیہ آرام باڑی کا جلسہ یوم مسیح موعود ہوا۔ تلاوت و نظم کے بعد مکرم نصیر احمد شریف صاحب نے تقریر کی۔ بعد دعا جلسہ اختتام پذیر ہوا۔ حاضری 12 تھی۔

درخواست دعا

مکرم محمد اشرف بھٹی صاحب دارالعلوم شرقی ہادی ربوہ تحریر کرتے ہیں۔

خاکسار کی زوجہ مکرمہ امینہ اشرف صاحبہ طویل عرصے سے ہیپا ٹائٹس سی کے مرض میں مبتلا ہیں۔ جگر بہت خراب ہو چکا ہے۔ پیٹ میں پانی ہو گیا ہے۔ علاج کے باوجود کوئی فرق نہیں پڑا۔ احباب سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ شفائے کاملہ وعاجلہ سے نوازے اور جملہ پیچیدگیوں سے محفوظ رکھے۔ آمین

سانحہ ارتحال

مکرمہ امۃ الحی عفت صاحبہ اہلیہ مکرم احمد حسین شاہد صاحب مرحوم کوارٹرز صدر انجمن احمدیہ ربوہ تحریر کرتی ہیں۔

میرے دیور مکرم ممتاز حسین امتیاز صاحب مورخہ 20 اپریل 2014ء کو ٹورانٹو میں اپنے خالق حقیقی سے جاملے۔ بوقت وفات آپ کی عمر 66 سال تھی۔ آپ چند ماہ سے دل اور گردوں کے عارضہ میں مبتلا تھے۔ آپ موصی تھے۔ مورخہ 22 اپریل کو مکرم لعل خان صاحب امیر جماعت کینیڈا نے نماز جنازہ پڑھائی۔ آپ کی تدفین قطعہ موصیان کینیڈا میں ہوئی۔ آپ نے پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ دو بیٹے مکرم منظور حسین صاحب کینیڈا، مکرم مقبول حسین صاحب کینیڈا، 2 بیٹیاں مکرمہ عطیۃ الوہاب صاحبہ، مکرم امۃ الغفور صاحبہ کینیڈا، 6 پوتے پوتیاں اور 8 نواسے نواسیاں چھوڑی ہیں۔ احباب سے دعا کی درخواست ہے کہ خدا تعالیٰ انہیں کروٹ کروٹ جنت نصیب کرے اور لواحقین کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ آمین

سانحہ ارتحال

مکرم اشتیاق احمد چوہان صاحب دارالعلوم جنوبی احمد ربوہ تحریر کرتے ہیں۔

خاکسار کا چھوٹا بھائی عزیزم آفاق احمد مشہود واقف نو مورخہ 4 اپریل 2014ء کو بعمر 10 سال بقضائے الٰہی وفات پا گیا۔ عزیزم پیدائشی طور پر معذور تھا اور چل پھر نہیں سکتا تھا۔ ہنس مکھ، پیاری پیاری باتیں کرنے والا اور ہمارے گھر کی رونق تھا۔ نماز اور بعض سورتیں اور دعائیں بھی یاد کی ہوئی تھیں اور ان کو دہراتا رہتا تھا۔ گھر آنے والے کو سلام میں پہل کرتا۔ اگلے روز بیت الاحد کے قریبی گراؤنڈ میں مکرم راجہ منیر احمد خان صاحب پرنسپل جامعہ احمدیہ جونیئر سیکشن ربوہ نے نماز جنازہ پڑھائی اور قبرستان عام میں تدفین کے بعد مکرم شفیق احمد ججہ صاحب مربی سلسلہ نے دعا کروائی۔ عزیزم نے اپنے پیچھے والدین، دو بھائی اور تین بہنیں سوگوار چھوڑی ہیں۔ عزیزم کی وفات پر جس کثرت سے احباب و رشتہ دار تعزیت کے لئے آئے اور بذریعہ فون بھی ہمارے دلوں کی ڈھارس بنے۔ فرداً فرداً سب کا شکریہ ادا کرنا بہت مشکل ہے۔ اس لئے خاکسار روزنامہ الفضل کی وساطت سے ان سب احباب و رشتہ دار کا دل کی اتھاہ گہرائیوں سے شکریہ ادا کرتا ہے اللہ تعالیٰ سب کو جزائے خیر عطا فرمائے اور ہمارے مرحوم بھائی کو اللہ تعالیٰ اپنے جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے اور ہم سب اہل خاندان کو اس سانحہ پر صبر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

دورہ انسپکٹر روزنامہ الفضل

مکرم احمد حبیب صاحب انسپکٹر روزنامہ الفضل آجکل توسیع اشاعت، وصولی واجبات اور اشتہارات کیلئے ضلع فیصل آباد کے دورہ پر ہیں احباب جماعت واراکین عاملہ اور مربیان کرام سے خصوصی تعاون کی درخواست ہے۔

(مینیجر روزنامہ الفضل)

تاریخ احمدیت اسلام آباد

جماعت احمدیہ اسلام آباد تاریخ اسلام آباد (1966ء تا حال) مرتب کر رہی ہے۔ اس سلسلے میں اگر کسی دوست کے پاس کوئی متعلقہ مواد یا تصویر ہو تو مہربانی فرما کر مندرجہ ذیل پتہ پر ارسال فرمائیں۔

بیت الذکر اسٹریٹ نمبر 8 سیکٹر F-7/3 اسلام آباد

تمام تصاویر استعمال کے بعد واپس کر دی جائیں گی۔ (سیکرٹری تالیف وتصنیف اسلام آباد)

خریداران الفضل بروقت ادائیگی کریں

خریداران الفضل کی اطلاع کے لئے تحریر ہے کہ اخبار کے پتہ کی چٹ پر میعاد خریداری درج ہے۔ اس کو یاد دہانی تصور کیا جائے اور چندہ کی میعاد ختم ہونے سے قبل ادائیگی کر دیں تا کہ دفتر کو V.P بھجوانے کی نوبت نہ آئے۔

(مینیجر روزنامہ الفضل)

ہفتہ توسیع خریداری و وصولی ماہنامہ انصاراللہ

ماہنامہ انصاراللہ کی ترویج اور وصولی خریداری کیلئے مورخہ 2 تا 9 مئی 2014ء ہفتہ منایا جا رہا ہے۔ تمام عہدیداران مجالس انصاراللہ سے درخواست ہے کہ وہ تجنید کے مقابل پر کم از کم 60% خریداری اور اس کی 100% وصولی کیلئے بھرپور کوشش کریں۔ اس ہفتہ میں تمام چھوٹے بڑے عہدیداران کو ماہنامہ انصاراللہ کا خریدار بنانے کے ساتھ ساتھ اس کی کامیابی کیلئے بھی دعا کریں اور ہفتہ کے اختتام پر رپورٹس مرکز بھجوائیں۔ شکریہ

(مینیجر ماہنامہ انصاراللہ)

☆......☆......☆......☆

مستحق طلبہ کی امداد میں حصہ لیں

علم کا فروغ اور اس کی روشنی دنیا میں پھیلانا دین حق کا بنیادی مشن ہے۔ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو خدائے عزوجل نے پہلی وحی میں فرمایا اقرأ کہ پڑھ اللہ کے نام سے جس نے تجھے پیدا کیا آپ ﷺ نے فروغ علم کے لئے بے پناہ جدوجہد کی۔ آپ ﷺ نے تحصیل علم کو جہاد قرار دیا یہاں تک فرمادیا کہ علم حاصل کرو خواہ تمہیں چین ہی کیوں نہ جانا پڑے پھر فرمایا کہ پنگھوڑے سے قبر تک علم حاصل کرو۔

سیدنا حضرت مسیح موعود نے تو خدا تعالیٰ سے خبر پا کر ہمیں یہ نوید دی کہ

میرے فرقہ کے لوگ اس قدر علم اور معرفت میں کمال حاصل کریں گے۔

(تجلیات الٰہیہ۔ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 409)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے فرمایا:

اگر ہم اپنی غفلت کے نتیجہ میں اچھے دماغوں کو ضائع کر دیں تو اس سے بڑھ کر اور کوئی ظلم نہیں ہوگا۔ پس جو طلبہ ہونہار اور ذہین ہیں ان کو بچپن سے ہی اپنی نگرانی میں لے لینا چاہئے اور انہیں کامیاب انجام تک پہنچانا جماعت کا فرض ہے۔

(خطبات ناصر جلد اول صفحہ 85)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا۔

اگر کوئی بچہ مالی کمزوری کی وجہ سے تعلیم حاصل نہیں کر رہا تو جماعت کو بتائیں، کوئی بچہ مالی کمزوری کی وجہ سے تعلیم سے محروم نہیں رہے گا۔ لیکن بچوں کو تعلیم سے محروم رکھنا ان پر ظلم ہے۔

(مشعل راہ جلد پنجم حصہ اول صفحہ 145)

اسی طرح آپ نے مزید فرمایا۔

طلبہ کی امداد کا فنڈ ہے۔ تعلیم بھی بہت مہنگی ہو چکی ہے۔ اگر طلبہ اور والدین بچوں کے پاس ہونے کے موقع پر اس مد میں بھی رقم دیں تو کئی مستحق طلبہ کی مدد ہو سکتی ہے۔ اگر ہر طالب علم سال میں دس پندرہ پاؤنڈ ہی دے تو غریب ملکوں میں ایک طالبعلم کے سال بھر کی کاپیوں کتابوں کا خرچ پورا ہو سکتا ہے۔

(الفضل انٹرنیشنل 26 اکتوبر 2007ء)

پس آیئے! حضرت مسیح موعود کے مشن کو پورا کرنے کیلئے خلفاء کے ارشادات پر والہانہ لبیک کہتے ہوئے ہم بھی اس کار خیر میں کچھ حصہ ڈالیں۔ اس کے لئے نظارت تعلیم صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ میں ایک شعبہ امداد طلبہ کے نام سے قائم ہے۔ اس کے تحت سینکڑوں طلباء کی مدد کی جاتی ہے، سالانہ داخلہ جات، ماہوار ٹیوشن فیس، درسی کتب کی فراہمی، یونیفارم اور دیگر تعلیمی ضروریات حسب گنجائش معاونت کی جاتی ہے۔

اپنے عطیہ جات براہ راست نگران امداد طلبہ نظارت تعلیم یا خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کی مد امداد طلبہ میں بھجوائے جا سکتے ہیں۔

فون نمبرز: **0092 47 6215 448**

0092 47 6212 473

موبائل نمبر: **0092 0333 6706649**

Email: info@nazarattaleem.org

Website: www.Nazarattaleem.org

(نظارت تعلیم)

☆......☆......☆......☆

ایم ٹی اے کے اہم پروگرام

30/اپریل2014ء

12:30 am	خطبہ جمعہ فرمودہ 25/اپریل2014ء (عربی ترجمہ)
4:00 am	سوال وجواب
6:30 am	گلشن وقف نو
7:10 am	سالانہ وقف نو اجتماع
9:55 am	لقاء مع العرب
12:00 pm	جلسہ سالانہ کینیڈا2012ء
2:05 pm	سوال وجواب
6:05 pm	خطبہ جمعہ فرمودہ 18جولائی2008ء
8:15 pm	دینی وفقہی مسائل
11:20 pm	تقاریر جلسہ سالانہ کینیڈا

عطیہ چشم۔خدمت خلق ہے

سانحہ ارتحال

مکرمہ امۃ الوحید صاحبہ اہلیہ مکرم سعادت علی گوہر صاحب مرحوم مورخہ 28دسمبر 2013ء کو بعمر 70سال بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔مرحومہ سردار رحمت اللہ صاحب ولد حضرت ڈاکٹر سردار فیض علی صابر صاحب رفیق حضرت مسیح موعود کی بیٹی اور حضرت میاں علی گوہر صاحب رفیق حضرت مسیح موعود کی چھوٹی بہو تھیں۔مرحومہ کی نماز جنازہ بیت المہدی گولبازار میں ادا کی گئی اور قبرستان عام میں تدفین عمل میں آئی۔مرحومہ نہایت صابر اور شاکر خاتون تھیں۔مہمان نوازی کا وصف نمایاں تھا اور غریبوں سے شفقت سے پیش آتی تھیں۔ مالی تحریکوں میں باقاعدگی سے حصہ لیتی تھیں۔مرحومہ نے اپنے پسماندگان میں 2بیٹے اور ایک بیٹی سوگوار چھوڑی ہیں۔ احباب جماعت سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحومہ کے درجات بلند کرے اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا کرے۔اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔آمین

ربوہ میں طلوع وغروب 30/اپریل

طلوع فجر	3:55
طلوع آفتاب	5:22
زوال آفتاب	12:06
غروب آفتاب	6:50

تعطیل

مورخہ یکم مئی کو قومی تعطیل کی وجہ سے روزنامہ الفضل شائع نہ ہوگا۔قارئین کرام اور ایجنٹ حضرات نوٹ فرمالیں۔

Sun Tracker Moving Stand
36% Extra Power
For More Informations plz Contact:
Taj Electronics
Degree College Road Rehman Colony
Cell: 03317797210
0476212633

حب ہمزاد
اعصابی کمزوری کے لئے
NASIR ناصر
ناصر دواخانہ رجسٹرڈ گولبازار ربوہ PH:047-6212434

ڈسک سلپ
کمر کے مہروں کا ہل جانا شدید درد کرنا فوری اور مستقل آرام کے لئے 1ماہ کورس Rs:500/=
شاہ ہومیو رحمت بازار ربوہ: 6211868

F R S RABWAH
اللہ تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ
فیوچر ریس سکول ربوہ
- یورپین طرز تعلیم، بیگ اٹھانے کی زحمت ختم
- کوئی ہوم ورک نہیں، نرسری تا ششم بوائز کے لئے
- اور نرسری تا ہشتم گرلز داخلے جاری ہیں۔
- کوالیفائیڈ ٹیچرز کی ضرورت ہے۔
دار الصدر شرقی عقب فضل عمر ہسپتال ربوہ
فون:047-6211346 موبائل 0332-7057097

قائم شدہ 1952ء
خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ
خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
شریف جیولرز
میاں حنیف احمد کامران
ربوہ 0092 47 6212515
15لندن روڈ، مورڈن SM4 5HT
0044 203 609 4712
0044 740 592 9636

FR-10